روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 17 نومبر 2011ء 20 ذی الحج 1432 ہجری 17 نبوت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 259

اللہ ہی اعلیٰ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ (سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرتے ہوئے) جب ’’سبّح اسم ...... کہ اپنے رب بزرگ وبالا رب کی پاکیزگی بیان کرو، پڑھتے تو جواب میں کہتے: سبحان ربی الا علیٰ یعنی پاک ہے میرا رب جو بہت بلند شان والا ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء فی الصلاۃ حدیث نمبر 746)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اِس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر کے اُس کی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اُس کی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیت ھدًی للمتقین میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اس کی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائے گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اُس کی آنکھ کھولے گا اور اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف کرے گا اور بڑے بڑے نشان اُس کو دکھائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اِسی دُنیا میں اُس کو دیکھ لیگا کہ اُس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلی پائے گا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو میں تیرے پر بھی نازل ہوں گا۔ اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اِس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر بھی جاری ہوگیا۔ لیکن افسوس کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الٰہیہ کیا شئے ہیں اور کس حالت میں کہا جائے گا کہ خُدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القاء کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں اور اُنکو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کیلئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اُس میں نہ رہے .... اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھل انبئکم علیٰ من تنزّل .... مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دُور ہوا کہ گویا مر گیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آ گیا اُس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان عبادی لیس لک .... جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنی اندر رکھتے ہیں اُنہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 141)

محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ کو سپرد خاک کر دیا گیا

احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دی جا چکی ہے کہ حضرت مصلح موعود کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ محترم پیر معین الدین صاحب مورخہ 12 نومبر 2011ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بعمر 82 سال انتقال فرما گئیں۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 15 نومبر 2011ء کو بعد نماز ظہر بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کی اندرونی چار دیواری میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔ نماز جنازہ اور تدفین کے موقع پر اہل ربوہ اور بیرون سے احباب کثرت سے تشریف لائے۔ خواتین نے حضرت مصلح موعود کی یادگار بزرگ خاتون کا آخری دیدار 12 نومبر کو شام کے وقت اور پھر 15 نومبر کو صبح 9 تا دوپہر ایک بجے تک کیا۔

آپ بہت صابر، اعلیٰ اخلاق کی مالک، مہمان نواز اور صغر سنی سے ہی خدمت دین کا شوق رکھتی تھیں۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 سال کی عمر میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ سرانجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رتن باغ اور پھر ربوہ میں لجنہ کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ رتن باغ لاہور میں حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ رات کو دورہ کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا ان کو کمبل وغیرہ دیا کرتی تھیں۔ 1949ء میں آپ کو حضرت مصلح موعود اور حضرت اماں جان کے ساتھ ان کی گاڑی میں ربوہ آنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ فرماتی تھیں کہ یہ میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔ بیت مبارک ربوہ کی سنگ بنیاد کی تقریب میں اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود کی خواتین میں شامل تھیں۔

باقی صفحہ 2 پر

مشعل راہ

قبولیت احمدیت کے ثمرات وفضائل

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 10/اکتوبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

(دین) میں چار شادیوں تک کی اجازت ہے جس کو بعض لوگ حکم بنا لیتے ہیں، بہرحال اجازت ہے۔ تو افریقہ میں رواج ہے کہ جتنا بڑا کوئی آدمی ہو، یا پیسے والا ہو یا چیف ہو تو بعض دفعہ بعض قبائل میں چار سے زیادہ نو دس تک شادیاں کر لیتے ہیں۔ سیرالیون کے علی روجرز صاحب نے جب احمدیت قبول کی تھی تو اس وقت وہ جوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد صاحب علی نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہو چکے ہیں اس لئے قرآنی تعلیم کے مطابق چار بیویاں رکھ سکتے ہیں۔ باقی کو بہرحال طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کریں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ ان کے کہنے پر جو پہلی چار بیویاں تھیں وہ اپنے پاس رکھیں اور نوجوان بیویوں کو رخصت کر دیا۔ تو یہ تبدیلی ایک انقلاب ہے۔

پھر ہمارے ایک مربی تھے یونس خالد صاحب وہ لکھتے ہیں کہ: وی وی کاہلو صاحب بذریعہ کشف احمدی ہوئے تھے۔ مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب کے زمانے میں۔ پھر بعد میں وہ جماعت احمدیہ سیرالیون کے امیر بھی رہے۔ احمدی ہونے سے پہلے بالکل آزاد ماحول تھا۔ اور ان کا ماحول تو اس حد تک آزاد تھا کہ ان کا پیشہ بھی، ویسے بھی وہ ڈانسر تھے۔ لیکن بیعت کے فوراً بعد اپنے اندر تبدیلی پیدا کی۔ تقویٰ وطہارت عبادت، خدا خوفی اور دیانت میں ایک مقام بنا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی ترقیات سے نوازا۔ اور آپ علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف بھی تھے۔ جس علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف تھے وہاں ہیروں کی بہت بڑی کانیں تھیں۔ آپ صاحب اختیار تھے۔ کیونکہ ان علاقوں میں چیف کافی اختیار والے ہوتے ہیں۔ آپ اگر چاہتے تو لاکھوں کروڑوں روپیہ کا فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن احمدیت کی حسین اور پاکیزہ تعلیم کی وجہ سے یہ دولت اپنے اوپر حرام سمجھی اور سادہ اور درویشانہ زندگی گزارتے رہے۔ اور اونچی سطح میں بھی مشہور تھا کہ مسٹر وی وی کاہلو ایک انتہائی دیانتدار پیراماؤنٹ چیف ہیں۔ نہ خود رشوت لیتا ہے اور نہ ہی عملہ کو لینے دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہوئے۔ ایک دن میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو مجھے بلا کر کہتے ہیں کہ یونس! میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت سبز رنگ کا ....لکھا ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے انہیں کہا کہ چیف آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور عشق ہے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ تو کہتے ہیں کہ میں دو ماہ تک جاتا رہا اور وہ یہی کہتے رہے کہ ....سبز رنگ کی روشنی سے ہمیشہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔..........

(روزنامہ الفضل یکم جون 2004ء ص5)

عشق رسولؐ عربی کا ایک منفرد انداز

یحب جنانی کل ارض وطئتھا
فیالیت لی کانت بلادک مولدا

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے عربی شعر کا منظوم ترجمہ)

مجھے اس زمیں سے محبت بہت ہے
جہاں بھی پڑے ہیں تمہارےؐ قدم
مقدر میں میرے بھی اے کاش ہوتا
کہ بستی میں تیری میں لیتا جنم

عطاء المجیب راشد

بقیہ صفحہ 1 محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ

ربوہ کے ابتدائی دور میں اپنے محلّہ کی نائب سیکرٹری تربیت، نائب صدر اور پھر 1953ء تا 1997ء صدر حلقہ دارالصدر شمالی رہیں۔ درمیان میں سات سال کا وقفہ آیا۔ اس طرح کل 37 سال بطور صدر لجنہ حلقہ خدمات انجام دیں۔ آپ کے دور میں یہ حلقہ حسن کارکردگی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتا رہا۔ 1973ء تا 1982ء نائب صدر لجنہ اماء اللہ مقامی ربوہ 1982ء، 1983ء سیکرٹری خدمت خلق ربوہ۔ 1992، 1993ء سیکرٹری ضیافت لجنہ ربوہ۔ 1997ء، تا 1999ء اور پھر 2001ء تا 2007ء اعزازی ممبر مجلس عاملہ ربوہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ اپنے ملنے والے غیر از جماعت کو دعوت الی اللہ بھی کیا کرتی تھیں۔ اس طرح آپ 65 سال سے زائد عرصہ تک لجنہ اماء اللہ کے مختلف شعبہ جات میں خدمت میں مصروف رہیں۔

آپ کی والدہ حضرت سارہ بیگم صاحبہ کا تعلق بھاگلپور کے ایک معزز اور علمی خاندان سے تھا۔ جب آپ کی والدہ صاحبہ فوت ہوئیں تو آپ کی عمر تین سال تھی۔ ہر وقت اپنی والدہ کے پاس رہنے کی وجہ سے بہت زیادہ ان سے مانوس تھیں۔ ان کی وفات پر اپنے بھائی کے سمجھانے کے بعد خاموش ہو گئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ان کی اس کیفیت اور صبر کے بارے میں فرماتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ امۃ النصیر موت کی حقیقت کو جانتی ہے۔ اس کا فعل صابرانہ فعل ہے اور وہ اپنی ماں کی سچی یادگار ہے۔ وہ حقیقت کو جانتے ہوئے اپنے دل پر قابو پائے ہوئے ہے۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کیلئے ایک لمبی دعا بھی تحریر فرمائی جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ننھی سی کلی کو مرجھا جانے سے محفوظ رکھے۔ وہ اس چھوٹے سے دل کو اپنی رحمت کے پانی سے سیراب کرے اور اچھے خیالات اور اچھے افکار اور اچھے جذبات کی کھیتی بنائے جس کے پھل ایک عالم کو زندگی بخش، ایک دنیا کیلئے موجب برکت ثابت ہوں......

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 187)

حضرت مصلح موعود نے مورخہ 26 دسمبر 1951ء کو آپ کا نکاح ہمراہ محترم پیر معین الدین صاحب ولد محترم پیر اکبر علی صاحب ایک ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ خطبہ نکاح میں حضور نے فرمایا۔ احباب کو معلوم ہو گا کہ میں اپنی لڑکیوں کا نکاح صرف واقفین زندگی سے کر رہا ہوں اور اس رشتہ میں بھی میرے لئے یہی کشش تھی کہ لڑکا واقف زندگی ہے۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 615)

حضرت مصلح موعود نے آپ کو مختلف مواقع پر آنے والی خوابوں اور رؤیا میں دیکھا اور وہ رؤیا ساتھ ساتھ الفضل میں طبع ہوتی رہیں۔ حضرت مصلح موعود کے رؤیا کے مجموعہ ''رؤیا وکشوف سیدنا محمود'' میں رؤیا نمبر 507,407 اور 608 میں خاص طور پر آپ کا ذکر موجود ہے۔ مورخہ 11 دسمبر 1954ء کے رؤیا کے بارے میں حضور فرماتے ہیں۔ انہوں (حضرت سارہ بیگم صاحبہ۔ ناقل) نے کہا کہ آپ تو مجھ سے خفا ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا تم نے تو مجھے چھیرو (امۃ النصیر) جیسی بیٹی دی ہے۔ میں خفا کیسے ہو سکتا ہوں۔

(تفصیل کیلئے رؤیا وکشوف سیدنا محمود صفحہ 547)

آپ کے خاوند محترم پیر معین الدین صاحب واقف زندگی ایک علمی شخصیت کے مالک خادم سلسلہ تھے۔ دیگر جماعتی خدمات کے علاوہ انہوں نے قرآن کریم کا وسیع مطالعہ کیا اور قرآن کے معارف اور خزائن کے بارے میں تحقیقی اور علمی کام کیا اور کتب تحریر کیں۔ ان کی وفات 12 ستمبر 2006ء کو بعمر 81 سال ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرنے اور اپنے والدین اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور اپنے مقربین میں جگہ عطا فرمائے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

مکرم نصیر احمد قمر صاحب

ڈچ زبان میں ترجمہ قرآن اور اس پر شاندار تبصرے

ماہِ نومبر 1953ء سے ہالینڈ کے احمدیہ مشن کی ترقی، کامیابی اور شہرت کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ جبکہ قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ نظرِ ثانی اور طباعت کے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد اشاعت پذیر ہوا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے جنوری 1948ء میں ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی طباعت سے متعلق فوراً معلومات حاصل کی جائیں۔ چنانچہ مربی سلسلہ حافظ قدرت اللہ صاحب، لائیڈن کی ایک ممتاز و مشہور فرم BRILL کے ڈائریکٹر صاحب اور بعض ممتاز مستشرقین سے ملے اور چوہدری عبداللطیف صاحب نے ہیگ کی مختلف فرموں سے رابطہ قائم کیا۔ ماہِ ستمبر 1948ء تک ڈچ ترجمہ کی تین کاپیاں ٹائپ کر لی گئیں جس کے بعد ترجمہ کے بعض حصوں پر ادبی نقطہ سے ناقدانہ نظر ڈالی گئی۔ مسّودہ پر تسلی بخش صورت میں نظر ثانی کا کام مکمل ہو چکا تو اسے پریس میں دے دیا گیا اور نومبر 1953ء میں یہ چھپ کر تیار ہو گیا۔

یہ ترجمہ جو ہالینڈ ہی میں طبع ہوا چونکہ سابقہ تمام ڈچ تراجم قرآن سے ظاہری اور معنوی دونوں اعتبار سے فوقیت رکھتا تھا اس لئے اسے بہت جلد قبولِ عام کی سند حاصل ہو گئی اور آج یہ ملک بھر میں بنظرِ استحسان دیکھا جاتا ہے۔ ڈچ ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن ربوہ سے 1969ء میں شائع کیا گیا۔

اس ترجمہ کی اشاعت نے ہالینڈ کے عوام وخواص کی آنکھیں کھول دیں اور ان کو نہ صرف یہ محسوس کرا دیا کہ دین حق آج بھی ایک زندہ اور ناقابل شکست طاقت ہے بلکہ انہیں جماعت احمدیہ کی اس ٹھوس اور شاندار قرآنی خدمت کا کھلے بندوں اقرار کرنا پڑا۔ اس حقیقت کے ثبوت میں بطور مثال ڈچ اخبارات کے چند نوٹ، تبصرے اور خبریں ملاحظہ ہوں۔

ڈچ ترجمہ قرآن پر اخبارات کے تبصرے

(1)۔ روٹرڈم (ہالینڈ) کے اخبار Nieuwe Rotterdamse Courant نے اپنے 14 جنوری 1954ء کے ایشوع میں لکھا:۔

’’قرآن مجید کا نیا ترجمہ جس کے چھپنے کی خبر ہم اپنے اخبار کی 24 اکتوبر کی اشاعت میں دے چکے ہیں اب چھپ کر منظرِ عام پر آ گیا ہے۔ ایسی شکل وصورت میں کہ ہم اسے مذہبی کتاب کے لئے بطور نمونہ قرار دے سکتے ہیں۔ اس کی ظاہری خوبصورتی جو گہرے سبز رنگ کے چمڑے پر سُنہری عربی حروف اور دلکش کتابت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اسی طرح اس کا مناسب سائز، یہ سب اُمور اس پر دال ہیں کہ اس کی طرف خاص توجہ مبذول کی گئی ہے۔ ہم پریس اور پبلشر کو جنہوں نے دی اورینٹل اینڈ ریلیجیس پبلشنگ کارپوریشن ربوہ اور احمدیہ مشن ہالینڈ کے کہنے پر اسے شائع کیا ہے اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جب ہم اس کتاب کو کھولتے ہیں تو اس کے صفحات کے دائیں طرف عربی متن اور بائیں طرف ڈچ ترجمہ پاتے ہیں۔ ہر سُورت کی ابتدا میں نہایت خوبصورت بلاکس میں سُورت کا عربی نام درج کیا گیا ہے۔ قرآن (مجید) سے پہلے جو حصہ چھ سو پینتیس صفحات پر مشتمل ہے 180 صفحات کا دیباچہ ہے جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے لکھا ہے۔ آپ حضرت احمد کے دوسرے جانشین ہیں جو 1889ء میں پیدا ہوئے۔

چونکہ یہ موقع عقائد پر بحث کرنے کا نہیں ہے اس لئے ہم اس عالمانہ لکھے ہوئے دیباچہ پر تنقید کئے بغیر آگے چلتے ہیں۔ ہم یہ بیان کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس میں دینی اُصولوں کو بیان کیا گیا ہے اور مشنری تحریک کے رنگ میں بعض سوالات کے جوابات دئے گئے ہیں۔

احمدیت اپنے اندر ایک عالمگیر رنگ رکھتی ہے۔ وہ مذاہب کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا اعلیٰ الہام اور گزشتہ مذاہب کا جُزو قرار دیتی ہے جہاں باقی بڑے بڑے مذاہب اپنی انتہا پاتے اور اپنے وجود کو کھو دیتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے اس دیباچہ میں بیان کئے ہوئے نظریات کا۔

اس ترجمہ کی نظر انداز نہ ہونے والی خصوصیت یہ ہے کہ اسے چار ڈچ زبان دانوں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے جنہوں نے انتخاب الفاظ میں نہایت ہی اعلیٰ معیار پیشِ نظر رکھا ہے۔ اس کی زبان واضح اور سادہ ہے مگر قابلِ قدر اور اعلیٰ۔ اس ترجمہ کیلئے جماعت احمدیہ مرکزیہ کی طرف سے 1947ء میں شائع ہونے والے انگریزی ترجمہ کو بطور بنیاد رکھا گیا ہے اور ترجمہ کے دوران میں ...... عربی دانوں کے ساتھ خاص طور پر مشورہ کیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے اصل متن کو قابلِ اعتبار طور پر ترجمہ میں پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ جہاں تک ایک مشرقی زبان کے متن میں اتحاد ہو سکتا ہے اس ترجمہ کا دوسرے تراجم سے کوئی اصولی فرق نہیں ہے اس لئے اس کا پرانے تراجم کے ساتھ ملانا اور بھی دلچسپی کا باعث ہوگا۔

جو ترجمہ 1934ء میں قرآن فنڈ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے کہنے پر بٹاویہ (جاکرتا) میں VISSER کی طرف سے شائع ہوا تھا وہ ایک کمیشن نے کیا تھا جس میں مسٹر سودیوو بھی شامل تھے۔ اس کے ساتھ ایک دیباچہ اور مولانا محمد علی صاحب کے نوٹس بھی شامل ہیں۔ اس ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترجمہ کرنے والے پورے طور پر ڈچ زبان نہیں جانتے تھے۔ اس وجہ سے نیا ترجمہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس میں الفاظ مختصر، زیادہ قابلِ فہم اور صحیح تر ہیں۔ سُورتوں کے فقرات میں جو تعلق اور بندش تھی اس کو بھی قائم رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے مختلف آیات ایک مجموعہ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ اسی طرح الفاظ کا انتخاب بھی نمایاں طور پر بہتر ہے۔ آیتوں میں بہ نسبت بٹاویہ میں چھپنے والے ترجمہ کے زیادہ سلاست ہے۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ پہلی بار اس ترجمہ میں ہی خدا کا نام GOD کی بجائے اللہ پیش کیا گیا ہے۔ گزشتہ تراجم میں لفظ GOD ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔ مسٹر سودیوو کے ترجمہ میں عیسائیت کے اثر کی وجہ سے پُرانے عہد نامہ کی طرز پر کلام کو اختیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے مقامات ہماری توجہ کو زبور کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں یا بائبل کے دوسرے ترجمہ کے مطابق گزشتہ انبیاء کی طرف۔ حتّٰی کہ 1859ء میں جو ترجمہ پروفیسر کیزر (Keyzer) کی زیرِ نگرانی چھپا تھا اس میں بھی لفظ GOD ہی استعمال ہوا ہے۔ اس وجہ سے نئے ترجمہ نے کامل طور پر ایک الگ حیثیت اختیار کر لی ہے جو کہ پڑھنے والے کو...... کے اثر ونفوذ کے دائرہ میں لا کھڑا کرتی ہے۔

یہ ترجمہ پروفیسر کیزر (Keyzer) کے ترجمہ کے مقابلہ میں بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اپنے کام کیلئے بہت سے غیر زبان والوں کو ساتھ ملایا تھا جس کی وجہ سے ڈچ زبان مُبہم سی ہو کر رہ گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی چھپوائی بہت ردّی تھی اور پبلشر آخری ایڈیشن میں بھی اصلاح نہ کر سکا۔

یہ کوئی قابلِ تعجب امر نہیں ہے کہ عربی الفاظ کے بہت سے معانی میں سے اس ترجمہ میں ان معانی کو ترجیح دی گئی ہے جو ایک ترقی کرنے والی جماعت (جیسا کہ جماعت احمدیہ ہے) کے خیالات سے اتفاق کرتے ہیں۔ ہم اس کے متعلق صرف چند ایک باتیں ہی بیان کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔ مثلاً عورتوں کے معاشرتی حقوق میں انصاف ومساوات کو دوسرے تراجم کی نسبت واضح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح معنوی اُمور کو ظاہر پر ترجیح دی گئی ہے۔

اخلاقیات کے معاملہ میں بھی معنویات کی طرف زیادہ میلان نظر آتا ہے۔ افسوس ہے کہ مفصل فقرات کا درج کرنا بہت زیادہ جگہ متقاضی ہے۔ (لہذا ہم ایسا نہیں کر سکتے) اور قارئین کرام کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس ترجمہ کا دوسرے تراجم کے ساتھ ضرور مقابلہ کریں۔ خواہ صرف ان مقامات کا ہی کیا جائے جو پہلے واضح نہ تھے اور اب واضح اور عام فہم ہو گئے ہیں۔ اس ترجمہ کا کچھ عرصہ کے بعد ڈاکٹر کرامرس کے ترجمہ کے ساتھ مقابلہ کرنا بہت بڑی دلچسپی کا باعث ہوگا جو کہ ELSVIER شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جماعت احمدیہ جو اپنے اندر ایک زبردست مشنری روح رکھتی ہے اس نے نہایت ہی اچھا کام کیا ہے کہ قدامت پسند ...... کے اعتراضات کی پروا نہ کرتے ہوئے قرآن مجید کا دوسری یورپین زبانوں اور ڈچ زبان میں ترجمہ کر دیا ہے۔ ہم اس معاملہ میں ہر حیثیت سے اسے کامیاب یقین کرتے ہیں‘‘۔

(2)۔ ریفارمڈ چرچ کے ہفت روزہ ’’KERKBODE,ABBLASSER,WOARD‘‘ نے اپنی 30 جنوری 1954ء کی اشاعت میں لکھا۔

’’اس وقت ...... کی مقدس کتاب ’’قرآن‘‘ ہمارے زیرِ نظر ہے جو عربی اور ڈچ زبان میں چھپی ہے۔ ترجمہ نہایت سلیس ہے۔ یہ ایڈیشن نہایت ہی اچھا تیار کیا گیا ہے۔ کاغذ عمدہ جِلد پر سُنہری حروف کا ٹھپّہ لگا ہوا ہے۔ اگرچہ قرآن میں بہت کچھ بائبل سے لیا گیا ہے تاہم دیباچہ میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ (حضرت) محمد (مصطفیٰ) کی تعلیم بائبل سے اچھی ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کیلئے صرف ورق اُٹھانے کی ضرورت ہے۔

جو شخص ...... کے مذہب سے دلچسپی رکھتا ہو یا دوسرے لوگوں کے مذاہب سے (موازنہ کرنا چاہئے) اس کیلئے یہ بہترین ذریعہ ہے‘‘۔

(3)۔ ہالینڈ کے مشہور اور بااثر روزنامہ HET VRIJE VOLK (8 مارچ 1954ء) نے ڈچ ترجمہ قرآن پر درج ذیل الفاظ میں تبصرہ شائع کیا۔

’’قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی زیر ہدایت دی اورینٹل اینڈ ریلیجیس پبلشنگ کارپوریشن ربوہ نے شائع کیا ہے اور (ZUID HOLLAND) کی پبلشنگ کمپنی نے ہالینڈ میں اس کی اشاعت اپنے ذمہ لی ہے۔ یہ ایڈیشن ایک دیباچہ، عربی متن اور ڈچ ترجمہ پر مشتمل ہے۔ دیباچہ میں اس امر پر مفصّل بحث کی گئی ہے کہ یہود ونصاریٰ کے مذاہب کے بعد (دین حق) کی کیا ضرورت تھی؟

اس میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ مسیح صرف یہود کے لئے تھے نہ کہ ساری دنیا کے لئے جیسا کہ محمدؐ۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں متی باب 15 آیات 21 تا 26 اور باب 7 آیت 6 کو پیش کیا گیا ہے‘‘۔

(4) ایک ہفت روزہ IN DE WEEGSCHAAL نے اپنی 5 مارچ 1954ء کی اشاعت میں لکھا۔

’’احمدیہ مشن نے قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ تیار کیا ہے۔ اس میں عربی حروف کو خاص قاعدہ کے مطابق لکھا گیا ہے جس کی وجہ سے قرآن کو Q سے لکھا گیا ہے (عام طور پر K سے لکھا جاتا ہے) اس ایڈیشن میں اصل عربی متن اور اس کا ڈچ ترجمہ اکٹھا دیا گیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں جو حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا لکھا ہوا ہے قرآن کی عالمگیری کو بائبل اور ویدوں کی قومی تعلیم سے بالا قرار دیا گیا ہے۔ اس دیباچہ کے مطابق عہدِ قدیم کی بہت سی پیشگوئیاں مسیح سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ ان کا تعلق ...... کے نبی پاکؐ سے بتلایا جاتا ہے۔ جو...... کی اس پاک کتاب سے واقفیت حاصل کرنا چاہے اب ڈچ زبان میں کر سکتا ہے‘‘۔

ملکہ ہالینڈ اور عمائدِ مملکت کو قرآن مجید کا تحفہ اور پریس میں تشہیر

احمدیہ مشن ہالینڈ کی طرف سے ملکہ ہالینڈ کے

علاوہ وزیراعظم، وزیرتعلیم، مئیر آف روٹرڈم دی ہیگ اور ایمسٹرڈم کی خدمت میں ڈچ ترجمہ کی ایک ایک کاپی بھی پیش کی گئی جس کا ذکر ہالینڈ کے پانچ چوٹی کے اخباروں نے کیا۔

...... چنانچہ ’’ALGEMEEN HANDELSBLAD‘‘ نے اپنی 15اپریل 1954ء کی اشاعت میں ’’قرآن نئے ڈچ ترجمہ کے ساتھ‘‘ کے عنوان کے ماتحت لکھا۔

’’کل دوپہر کے بعد احمدیہ مشن نے نئے ڈچ ترجمہ کی ایک کاپی وزیرِتعلیم کی خدمت میں پیش کی ہے۔اس سے قبل ملکہ جولیانا، وزیراعظم ڈاکٹر والیس، مئیر آف روٹرڈم اور مئیر آف دی ہیگ کی خدمت میں بھی اس کی ایک ایک کاپی پیش کی جاچکی ہے۔

وزیرتعلیم کے نام خط میں احمدیہ مشن کے انچارج غلام احمد بشیر صاحب نے ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی ہے کہ ہالینڈ میں بھی دوسرے مغربی ممالک کی طرح سکولوں میں بچوں کو...... کے متعلق غلط تعلیم دی جاتی ہے۔مسٹر بشیر کے خیال کے مطابق تاریخ کی کتب میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ...... اپنے متبعین کو اس تعلیم کے جبری پھیلانے کی تلقین کرتا ہے۔یہ بالکل صحیح نہیں۔اس لئے وزیرتعلیم کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ ان درسی کتابوں پر نظر ثانی کی جائے‘‘۔

......اخبار’’HARGSCHE COURANT‘‘ نے 15اپریل 1954ء کی اشاعت میں یہ خبر بایں الفاظ شائع کی۔

’’وزیرتعلیم مسٹر کالیس کی خدمت میں قرآن پیش کیا گیا...... کے متعلق بہتر معلومات بہم پہنچانے کی درخواست‘‘۔

’’کل دوپہر کے بعد احمدیہ مشن ہالینڈ کی طرف سے وزیرتعلیم کی خدمت میں نئے ڈچ ترجمہ کی کاپی پیش کی گئی۔اس کے ساتھ وزیرتعلیم کی خدمت میں ایک تحریری درخواست بھی پیش کی گئی ہے جس میں یہ عرض کیا گیا ہے کہ ڈچ درسی کتب میں...... کے متعلق بہتر اور زیادہ صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں۔علاوہ ازیں ملکہ ہالینڈ، وزیرتعلیم، مئیر آف دی ہیگ اور روٹرڈم کی خدمت میں بھی اس ترجمہ کی ایک ایک کاپی پیش کی گئی ہے‘‘۔

......محولہ بالا خبر کو ہارلم کے روزانہ اخبار نے بھی دوہرایا۔اسی طرح ’’نیوہاگسے کرانت‘‘ ہیت فادر لینڈ نیوے روٹرڈمس کرانت میں بھی نقل کیا۔مندرجہ ذیل خبر چار ڈچ اخبارات میں چھپی۔

’’24اپریل کو قرآن مجید کی ایک کاپی ایمسٹرڈم کے مئیر کی خدمت میں پیش کی گئی جنہوں نے اسے بہت ہی پسند کیا اور کافی دیر تک اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے‘‘۔

...... اخبار ALGEMEEN HANDELSBLAD ایمسٹرڈم نے 24اپریل 1954ء کو لکھا۔

’’آج مسٹر بشیر انچارج احمدیہ مشن ہالینڈ نے قرآن کے نئے ڈچ ترجمہ کی ایک کاپی جو کہ نہایت ہی خوبصورت تھی ایمسٹرڈم کے مئیر کی خدمت میں پیش کی ہے۔اس کتاب میں جس میں ایک دیباچہ اور تمہیدی مضمون بھی ہے ڈچ ترجمہ کے ساتھ اصل عربی متن بھی طبع کیا گیا ہے۔

...... ایک کیتھولک اخبار MAASBODE ROTTERDAM میں اس کی 26اپریل 1954ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی۔

’’قرآن کا نیا ایڈیشن‘‘ گزشتہ ہفتہ کے روز احمدیہ مشن ہالینڈ کے انچارج مسٹر بشیر نے ایمسٹرڈم کے مئیر کی خدمت میں ڈچ ترجمہ کا نیا ایڈیشن پیش کیا۔ یہ کتاب ایک تمہیدی مضمون اور دیباچہ کے علاوہ عربی متن (جس کے مقابل پر ڈچ ترجمہ دیا گیا ہے) پر مشتمل ہے‘‘۔

......اخبار DEUDRSKARANT AMSTERDAM نے اپنے 26اپریل 1954ء کے شمارہ میں یہ خبر شائع کی۔

’’گزشتہ ہفتہ کے روز احمدیہ مشن ہالینڈ کے انچارج مسٹر بشیر نے ایمسٹرڈم کے مئیر کی خدمت میں قرآن کے نئے ڈچ ترجمہ کی ایک کاپی پیش کی تھی جو کہ نہایت ہی خوبصورت ہے۔اس کتاب میں عربی متن کے مقابل پر ڈچ ترجمہ دیا گیا ہے‘‘۔

یہ خبر TELEGRAAF AMSTERDAM میں بھی انہی الفاظ میں شائع ہوئی۔

الغرض ڈچ ترجمہ قرآن کے ولندیزی حکومت کے عمائدین کے ہاتھوں پہنچنے کی دیر تھی کہ پریس کے ذریعہ اس واقعہ کی خبر آناً فاناً ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گئی۔ یہ خدائی نصرت کا گویا ایک نیا سامان تھا جس نے ملک بھر میں قرآن مجید...... کی عظمت کا سکّہ دلوں میں بٹھا دیا اور کیتھولک چرچ پر جماعت احمدیہ کا علمی رعب طاری ہوگیا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، تاریخ احمدیت جلد 11 صفحہ 167-174)

گورنر جنرل پاکستان کو ڈچ ترجمۂ قرآن کا تحفہ

27جنوری 1954ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود کی طرف سے جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (وکیل التبشیر) کی قیادت میں ولندیزی ترجمۂ قرآن کا ایک نسخہ ہزایکسی لینسی گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔وفد صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے علاوہ مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم اے، ایڈیٹر تفسیر القرآن انگریزی۔مکرم سید شاہ محمد صاحب مشنری انچارج انڈونیشیا اور مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ پر مشتمل تھا۔

اعتراف خدمت قرآن

سلسلہ کے ایک مخالف ہفت روزہ ’’المنبر‘‘ نے اس واقعہ پر حسب ذیل نوٹ لکھا:

’’پہلا ضابطۂ قیام وارتقاء یہ ہے کہ...... (الرعد: 18) ہر وہ چیز جو انسانیت کے لئے نفع رساں ہو اسے زمین پر قیام وبقاء عطا ہوتا ہے۔

رحیم ورحمٰن کی رحمت کا جوش اور دوام متقاضی ہے کہ انسانیت بڑھے پھولے اور ترقی پائے۔اسی مقصد کے لئے کائنات میں ’’نفع رسانی‘‘ کا عُنصر سب پر غالب رکھا گیا ہے اور جس چیز میں یہ جوہر جب تک موجود رہتا ہے اس کی حفاظت عناصر فطرت کے ذمہ بطور فرض عائد ہے۔درخت کے پتے خواہ کانٹے دار درختوں کے ہوں یا پھل دار اشجار کے جب تک زہریلی گیسوں کو جذب کرتے اور صحت آور ہوا باہر پھینکتے رہتے ہیں درخت کی جڑ انہیں غذا بہم پہنچاتی رہتی ہے۔لیکن جونہی ان کی افادیت ختم ہو جاتی ہے، ٹہنیاں انہیں اپنے جسم سے کاٹ دیتی ہیں اور ایندھن کی شکل میں بھاڑوں اور چولہوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔

قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اوّلین اہمیت اس جدوجہد کو حاصل ہے جو...... کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔سید المرسلین کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ان ممالک میں......بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو......کو امن و سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں...... یہ امر قابل اعتراف ہے فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ کا فرض جو اُمّت محمدیہ پر عائد کیا گیا تھا اُمّت کی کوتاہی کے باعث معطل یا کم ازکم نیم معطل تھا۔اس باطل گروہ کے ذریعہ ...... اور صاحب ...... کا رسمی تعارف اور بعض حصورضی کے تمام باشندوں میں ...... کی دعوت کا بیڑہ نہیں اٹھالیتا عین ممکن ہے کہ صرف اسی کام کے لئے اس جماعت کو نعمت زندگی عطا کی جائے۔

غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور...... کا کام صرف اسی اصول ’’نفع رسانی‘‘ کی وجہ سے قادیانیت کے بقاء اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہمارے سامنے وقوع پذیر ہوا۔1954ء میں جس جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں قادیانی عین انہی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمۂ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔گویا وہ زبان حال وقال سے یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ ’’کافر‘‘ قرار دینے کے لئے پَر تول رہے ہیں ہم غیر...... کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کررہے ہیں۔

غور فرمائیے۔ان لوگوں کا تأثر کیا ہوگا ؟ اور قادیانیوں کا یہ کام ان کی زندگی اور ترقی میں کس حدتک ممدومعاون ہے‘‘۔

(ہفت روزہ المنبر۔لائلپور۔مارچ 1965ء صفحہ 10)

ڈچ ترجمہ قرآن کریم کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ لکھتے ہیں:

’’ڈچ ترجمۂ قرآن کا پہلا ایڈیشن 1953ء میں۔دوسرا ایڈیشن 1969ء میں اور تیسرا ایڈیشن 1983ء میں شائع ہوا۔

تیسرے ایڈیشن میں اس وقت کی ضرورت کے مطابق ترجمہ چیک کیا گیا تھا اور تبدیلی کے ساتھ شائع ہوا تھا۔اس کام میں ہماری ڈچ احمدی خاتون مکرمہ باہری حمید صاحبہ اور مکرم عبدالحمید درفیلدن صاحب اور ایک اور ڈچ احمدی خاتون مکرمہ ناصرہ ذمرمین صاحبہ نے گرانقدر کام کیا۔مکرمہ ناصرہ ذمرمین صاحبہ کے حوالہ سے دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے خاوند نے 1953ء میں انگریزی سے ڈچ میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا تھا اور اس ترجمہ کو چیک محترمہ ناصرہ صاحبہ نے کیا تھا۔الحمدللہ بعد میں انہوں نے بیعت کرلی۔

چوتھا ایڈیشن 1991ء میں شائع ہوا۔اس ایڈیشن کی اشاعت سے قبل مکرم عبدالحمید درفیلدن صاحب نے ترجمہ پر نظر ثانی کی۔

1995ء اور 1996ء میں اس کا پانچواں اور چھٹا ایڈیشن پیپر بیک (Paper Back) شائع ہوا۔

اس کا ساتواں ایڈیشن 2001ء میں شائع ہوا۔یہ ایڈیشن پاکٹ سائز پر مشتمل تھا۔پاکٹ سائز ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت بھی کم تھی اور اس سے استفادہ بھی زیادہ آسان تھا۔خصوصاً نوجوان طبقہ نے اس میں زیادہ دلچسپی لی۔

سابقہ ایڈیشنز میں دیباچہ تفسیر القرآن کی روشنی میں قرآن مجید کا تعارف بھی شامل تھا لیکن پاکٹ سائز کے اس ایڈیشن میں اسے شامل نہیں کیا گیا۔یہ ایڈیشن بھی قریباً ختم ہوچکا ہے اور اس کی مزید اشاعت کے لئے ترجمہ پر ایک دفعہ پھر نظر ثانی کی جارہی ہے اور اسے مزید بہتر بنایا جارہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے انگریزی ترجمہ میں بعض آیات کا متبادل ترجمہ تجویز فرمایا تھا اسے اس نئے ایڈیشن میں شامل کیا جارہا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ارشاد فرمایا تھا کہ سورتوں کا تعارف بھی ساتھ شامل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ملک غلام فرید صاحب کے انگریزی ترجمہ وتفسیر کی روشنی میں مکرم عبدالحمید صاحب یہ کام کررہے ہیں اور اس وقت تک 25 سورتوں کا تعارف لکھا جاچکا ہے۔سورتوں کا تعارف شامل ہونے کے بعد اس ترجمہ کی افادیت اور بھی بڑھ جائے گی۔انشاءاللہ۔

مکرم ملک طاہر احمد صاحب

میرے خسر مکرم قاضی شریف الدین صاحب

آپ کی قبولیت احمدیت کا واقعہ اور کوئٹہ میں خدمات دینیہ کا تذکرہ

محترم قاضی شریف الدین صاحب مئی 1909ء میں ہوشیار پور میں پیدا ہوئے اور 14 جولائی 1984ء کو کوئٹہ میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ انہوں نے بیعت 1939ء میں کی۔ ان سے پہلے ان کے خاندان شیخ قانونگو میں صرف ان کے تایا جان مکرم ڈاکٹر لعل دین صاحب احمدی تھے۔ محترم قاضی شریف الدین صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ کوئٹہ کا زلزلہ جو 1935ء میں آیا اس سے پہلے ان کی ٹرانسفر کوئٹہ میں ہو چکی تھی۔ اس کے بعد وہ تمام عمر کوئٹہ میں ہی رہے۔

کوئٹہ کی ایک بہت ہی شریف اور معزز فیملی میں ان کی شادی ہوئی۔ ان کے خسر شیخ انور علی صاحب کوئٹہ میں سول سروس میں ایک باعزت عہدہ پر فائز تھے اور ڈپٹی کہلاتے تھے۔ محترم شیخ انور علی صاحب کی فیملی کوئٹہ میں زلزلہ کے بعد لاہور میں رہائش پذیر ہوئی اور وہیں محترم قاضی شریف الدین صاحب کی شادی وقوع پذیر ہوئی۔

خودنوشت حالات

قبول احمدیت کے خودنوشت حالات محترم قاضی شریف الدین صاحب کے درج ذیل ہیں۔ لکھتے ہیں۔

ابتدائی زندگی چونکہ اسلامیہ سکول میں گزری اس لئے دینی تعلیم سے قدرے رسمی طور پر آشنا تھا۔ میرا حال بھی وہی تھا جو کہ عام طور پر ایسے گھرانوں میں پرورش پانے والے بچوں کا ہوتا ہے۔ کلمہ گو تھا۔ اس کے علاوہ کسی بات کی دین کے متعلق پابندی نہ تھی۔ کچھ رسومات جن کو دینی کہا یا سمجھا جاتا تھا۔ کرنے یا سمجھنے ہی کو دین کہتا تھا۔

اسی ماحول میں 1925ء میں دسویں جماعت کا امتحان دینے کے بعد فراغت کے ایام میں سری گوبند دریائے بیاس کو عبور کر کے ایک ساتھی کے ہمراہ گیا۔ وہاں سے واپسی پر قادیان دیکھنے کے لئے ایک دن کے لئے رکا۔ نماز عصر اور مغرب بیت مبارک میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی اقتداء میں ادا کیں۔ نمازیں نہایت خشوع وخضوع سے ادا ہوئیں۔ بہت اچھا تاثر لیا۔ اس کے بعد 1932ء میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کبھی کبھی دیکھنے کا موقع ملا۔ حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا مسئلہ قدرے سمجھ میں آیا۔ اس سے زیادہ احمدیت سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ زندگی حسب معمول دنیاوی ماحول ہی میں گزرتی چلی گئی کہ 1938ء میں مجھے قادیان جانے کا پھر اتفاق ہوا۔ گو کہ میں اس سے پہلے بھی قادیان اپنے تایا صاحب کے ہاں آتا جاتا تھا جو کہ احمدی تھے اور ہوشیار پور شہر چھوڑ کر قادیان ہی آباد ہو گئے تھے۔

جمعہ کی نماز کی تیاری ہو رہی تھی۔ میں نے اپنے چھوٹے تایا زاد بھائی سے ازراہ مزاح کہا کہ جمعہ کی نماز کے لئے مجھے مسلمانوں کی مسجد میں پہنچا دیا جائے۔ اس نے کہا کہ اگر نماز ان کے ساتھ نہ سہی خطبہ جمعہ ان کی بیت الذکر میں ضرور سنا جائے۔ میں رضامند نہ ہوا۔ وہ مجھے مسجد ارائیاں میں چھوڑ آئے۔ وہاں پر مولوی صاحب نے ہندوستان کی کانگرسی وزارتوں کی تعریف کی لیکن بنگال اور پنجاب کی مسلم لیگی وزارتوں کی ناتعریفی کی۔

مجھے ان خیالات سے دکھ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے مسئلہ قربانی کی تشریح فرمائی کیونکہ عیدالاضحیٰ قریب ہی تھی۔ کون کون سے جانور ذبح ہوتے ہیں۔ لیکن گائے کا ذکر مفقود تھا۔ میرے لئے بہت تعجب کا باعث ہوا۔ تیسری بات انہوں نے کہی کہ انہوں نے قادیان میں احمدیت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے اور تقریر کے دوران حضرت اقدس کا نام غیر شریفانہ طور پر لیتا تھا۔ مجھے یہ ناگوار گزرا کہ اختلاف چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو (دین) استہزاء کی اجازت نہیں دیتا۔

نماز سے فراغت کے بعد بڑے بازار میں اپنے بھائی کے انتظار میں جو کہ بیت اقصیٰ میں تھا۔ کھڑا رہا۔ کافی انتظار کے بعد نمازی بیت سے باہر آنے شروع ہوئے۔ تعداد میں ہماری بیت کی نسبت سے بہت ہی زیادہ تھے۔ حیران ہوا کہ احمدیت کی تو اینٹ سے اینٹ بجادی گئی ہوئی ہے لیکن یہاں احمدیوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

اس قسم کے تاثرات کے ساتھ اپنے بھائی کے ہمراہ گھر کو روانہ ہوا راستہ میں چند دکانداروں کے بورڈ دیکھے سب کے ساتھ ساتھ لفظ احمدی لکھا ہوا پایا۔ حیران تھا کہ مولوی صاحب نے اس قدر سفید جھوٹ کیوں بولا۔ گھر پہنچے تو تایا صاحب نے حسب معمول دعوت الی اللہ شروع کر دی۔ پہلے تو کبھی کان نہ دھرے تھے لیکن اب میں نے وعدہ کیا کہ واپس کوئٹہ جا کر احمدیہ لٹریچر ضرور دیکھوں گا۔

کوئٹہ پہنچ کر چند ایک کتب حضرت مسیح موعود کی مطالعہ کیں۔ ایک رات ریلوے ٹرین میں لیٹے ہوئے حقیقۃ الوحی پڑھتا ہوا سبی کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے بہت شدت سے احساس ہوا کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ میں بالکل سچے ہیں۔ میں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بغیر بیعت کئے ہی احمدیت میں شامل ہو گیا۔ دوران مطالعہ کتب میرے دوست یار تاڑ گئے تھے کہ میں احمدیت سے متاثر ہوں۔ وہ مجھے مختلف طریقوں سے روکتے تھے کبھی ایک مولوی کو بلاتے اور کبھی دوسرے کو اور مخالفانہ کتب پڑھنے کو دیتے۔ جوں جوں میں ان کی کتب پڑھتا میرا یقین احمدیت پر اور مستحکم ہوتا جاتا۔

انہی دنوں میں نے اپنی بیوی کو لاہور خط تحریر کر دیا۔ یہاں پر محترم قاضی صاحب کے خودنوشت حالات ختم ہو جاتے ہیں ان کی بیگم صاحبہ محترمہ وزیر بیگم صاحبہ کے کچھ خودنوشت حالات ملے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ فرماتی ہیں۔

بیگم صاحبہ کے حالات

”میں لاہور تھی تو قاضی صاحب نے مجھے بڑی خوشی خوشی خط لکھا کہ میں خدا کے فضل سے احمدی ہو گیا ہوں اور بیعت کر لی ہے یہ 1939ء کی بات تھی۔

یہ خط ملنے پر ہمارے گھر میں تو ایسا ہوا کہ جیسے بم گر گیا ہو ہم سب بہت پریشان ہوئے۔ میری پیاری امی تو بہت ہی فکرمند ہوئیں۔ میرے والد صاحب تو کوئٹہ ہی تھے۔ میری امی و میرا بھائی لاہور میں تھے۔ وہاں پر رشتہ دار بھی تھے۔ میرے تایا زاد بھائی نے تو میری امی کو کہا کہ اب تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ اس نے میرے والد صاحب کو بھی بہت مخالفانہ خط لکھا۔ اس میں بھی نکاح کا لکھا کہ اب ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ مگر میرے والد صاحب نے اسے بہت سخت خط لکھا کہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم ایسے خط لکھو۔ ان کا میاں بیوی کا معاملہ ہے ...... آئندہ ایسی باتیں نہیں کرنیں۔

میرے پیارے والد صاحب مرحوم بھی بہت نیک، دیندار اور بہت شریف تھے۔ انہوں نے میرے شوہر قاضی صاحب کو کبھی کچھ نہیں کہا تھا پھر میں کوئٹہ اپنے گھر آ گئی۔ گھر میں احمدیت کی بہت ہی مخالف تھی۔ ہر وقت قاضی صاحب سے ناراض رہتی۔ مگر وہ مجھے کچھ نہیں کہتے تھے۔ انہوں نے یہ کہا کہ میں تو خدا کے فضل سے احمدی ہو گیا ہوں اور اب میں نہیں ہٹ سکتا۔ تمہیں نہیں کہتا کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی مرضی ہے۔ مجھے ہر وقت احمدیت کے متعلق اچھی باتیں بتاتے رہتے تھے مگر میں اکثر ان سے ناراض رہتی۔ جب صبح قرآن پاک پڑھتے تو مجھے اس کے معنے بتاتے۔ مسئلہ بھی بتاتے کہ دیکھو قرآن میں یہ لکھا ہے جب سے احمدی ہوئے تھے پانچ وقت نمازیں گھر میں ہی پڑھتے۔ تہجد بھی پڑھتے تھے۔ خدا کے فضل سے بہت ہی دعائیں کرتے۔ میرے لئے بہت ہی دعائیں کرتے رہتے تھے۔ اس وقت میرے دو بچے چھوٹے چھوٹے تھے۔ میں بہت کمزور تھی پھر ان کی طرف سے بہت غم کرتی تھی۔

رشتے دار اور ملنے والے بھی مخالفت کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری کچھ سہیلیاں میرے گھر آئیں تو میں نے ان کی چائے وغیرہ سے خاطر کی۔ انہوں نے کوئی چیز نہیں کھائی اور کہنے لگیں کہ تو تو مرزائن ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم نے تیرے گھر کا کچھ نہیں کھانا۔ جس پر میں بہت روئی اور قاضی صاحب کو کہا کہ دیکھا لوگ کتنا بُرا سمجھتے ہیں وہ ہنس کر کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں ایک دن آئے گا کہ وہ خود ہی کھا لیں گے۔

خاکسار کی خوش دامن صاحبہ نے خاکسار کو ایک مرتبہ بتایا کہ گھر میں اخبار الفضل بھی آنا شروع ہو گیا تھا۔ محترم قاضی صاحب الفضل کو اونچا اونچا پڑھتے تھے اور میں سنتی رہتی تھی۔ آخر ایک دن محترم قاضی صاحب کا نیک نمونہ اور دعائیں رنگ لائیں اور میری خوش دامن صاحبہ نے خود ہی ان کو کہہ دیا کہ میری بیعت کا خط بھی لکھ دیں۔ یہ 1940ء کی بات ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔ ان کی تمام اولاد خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود کا فرمودہ پورا ہوا۔ ع

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

محترم قاضی صاحب نے خاکسار کو بتایا کہ غیر احمدی رشتہ داروں کی مخالفت شروع ہو گئی۔ وہ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنے شہر ہوشیار پور گیا تو وہاں پر میرے عزیزوں نے کہا کہ آپ کو ایک بڑے مولوی صاحب کے پاس لے کر جانا ہے جو آپ کو راہ راست پر لائے گا۔ چنانچہ وہ مجھے ایک مسجد میں لے گئے جہاں پر ایک جبہ پوش مولوی صاحب مع اپنے شاگردوں کے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے سوالات شروع کر دیئے جس کے جوابات ملنے پر انہوں نے میرے عزیزوں کو کہا کہ اس کو لے جاؤ۔ یہ لاعلاج ہے۔ چنانچہ وہ مجھے واپس لے چلے۔ راستہ میں میں نے ان سے پوچھا کہ یہ مولوی صاحب کون تھے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب تھے۔ محترم قاضی صاحب بتاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں حکمت تھی کہ جاتے ہوئے اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ جن مولانا صاحب کے پاس مجھے لے جایا جا رہا ہے وہ اس زمانہ کے معروف معاند احمدیت اور احرار کے ایک نامی گرامی لیڈر تھے تو شاید وہاں بحث کا رنگ کچھ اور ہو جاتا۔

بہر حال یہ دونوں میاں بیوی نہایت استقامت

سے احمدیت پر قائم رہے اور عزیز رشتہ داروں، دوستوں، تعلق داروں کی کوئی مخالفت، کوئی حقارت ان کو حق سے دور نہ کر سکی اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ گو کہ محترم قاضی صاحب دنیاوی طور پر کوئی اتنی بڑی پوزیشن کے مالک نہ تھے لیکن پھر بھی یہ تمام لوگ آپ سے نہایت عزت و احترام سے پیش آنے لگے اور ہمیشہ یہ لوگ ان کو معاشرہ میں ایک بلند مقام دیتے رہے۔ محترم قاضی صاحب نے اپنے سوتیلے بہن بھائیوں اور اپنی سوتیلی والدہ صاحبہ جو کہ احمدی نہ ہوئے تھے کے ساتھ نہایت عمدہ حسن سلوک کیا اور ان کو دنیاوی لحاظ سے اس زمانہ کے لحاظ سے Settle کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت مصلح موعود کے کوئٹہ کے سفر

حضرت مصلح موعود پاکستان بننے کے بعد متواتر تین سال یعنی 1948ء سے 1950ء تک گرمیوں میں روزوں میں مع اہل خانہ کوئٹہ جاتے رہے۔ تینوں عید الفطر بھی حضور نے وہیں پر پڑھائیں۔

اس سلسلہ میں تاریخ احمدیت جلد دو از دہم کے صفحات 329 اور 330 کے اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود کے لئے رہائش گاہ کا انتظام اور مخلصین کوئٹہ کے اخلاص و ایمان کا روح پرور نظارہ کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

حضور نے سال 1948ء کے آغاز میں ہی یہ ارشاد فرما دیا تھا کہ کوئٹہ میں ہماری رہائش کے لئے کوئی موزوں کوٹھی تلاش کی جائے۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ نے کوٹھی کی تلاش کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ایک ایسی کوٹھی ملی جو مکانیت کے اعتبار سے ناکافی اور چار دیواری کے بغیر تھی۔ کوٹھی کا اندرونی حصہ بھی ناگفتہ بہ حالت میں تھا۔ فرش جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا اور بجلی کا انتظام سخت ناقص! جگہ جگہ غلاظت کے ڈھیر پڑے تھے۔ لیکن جماعت احمدیہ کوئٹہ کے مخلصین نے فیصلہ کیا کہ ہم دن رات کام کر کے اس کوٹھی کو ہر لحاظ سے درست کر کے چھوڑیں گے اور اسے حضور کی رہائش کے قابل بنا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے نہایت مستعدی سے کوٹھی کے گرد بھی قریباً چھ فٹ اور سات فٹ اونچی دیوار بنوائی اور کوٹھی کے اندر بھی قریباً دو سو فٹ لمبی کچی دیوار تعمیر کرائی کوٹھی کی صفائی کر کے پانی اور بجلی کا انتظام بالکل درست کر دیا تین نئے کشادہ کمرے تعمیر کئے۔ اس تمام کام میں جماعت کے دوستوں نے خود حصہ لیا اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے غلاظت کے ڈھیر صاف کئے۔ اپنے ہاتھوں سے گارا بنایا اور گارے کی ٹوکریاں اٹھا اٹھا کر دیواروں کی لپائی کی۔

علاوہ ازیں تمام نئے تعمیر شدہ کمروں۔ دفتر کے خیموں اور نماز کے شامیانے میں بجلی کے ماہر دوستوں نے اپنے ہاتھ سے بجلی کی فٹنگ کی۔

جماعت احمدیہ کوئٹہ کے تمام افراد نے امیر جماعت سے لے کر ایک چھوٹے سے چھوٹے فرد تک اس کام میں نہایت سرگرمی، جوش اور اخلاص کے ساتھ حصہ لیا اور مہینوں اپنے ہاتھوں سے خاکروبوں، مزدوروں اور معماروں کا کام کر کے اس کوٹھی کو جولٹن روڈ پر واقع تھی۔ اس قابل بنا دیا کہ حضور اپنے اہل بیت اور خدام کے ساتھ اس میں فروکش ہو سکیں۔

یہاں پر حاشیہ میں لکھا ہے۔

اس خدمت میں میاں بشیر احمد صاحب ٹیکسٹائل آفیسر امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کے علاوہ حضرت شیخ کریم بخش صاحب تاجر، مرزا محمد صادق صاحب، قربان حسین شاہ صاحب انسپکٹر پولیس، غلام دین صاحب، ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ڈی ایم او قاضی شریف الدین صاحب (ہوشیار پوری) اور ناظر حسین صاحب نے خاص طور پر حصہ لیا۔

پھر لکھا ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ کوئٹہ کی طرف سے اخلاص و محبت کا یہ ایک ایسا شاندار مظاہرہ تھا کہ اس پر خود حضرت مصلح موعود نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا۔

اس دفعہ میں نے یہاں کے دوستوں کو لکھا کہ آیا کوئٹہ میں رہائش کا بندوبست ہو جائے گا تو انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ انتظام ہو جائے گا۔ پہلے انتظام ناقص تھا۔ دوست کچھ اور سمجھتے تھے مگر جب وہ سمجھ گئے تو انہوں نے جگہ کا بندوبست کر دیا اور نہایت قربانی کے ساتھ اس عمارت کی چار دیواری بھی بنا دی گویا ایک نئی بلڈنگ تیار کر کے رکھ دی۔ اس میں انہوں نے ایک نہایت عمدہ قربانی کا اظہار کیا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد دوازدہم صفحات 330,329)

محترم قاضی صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی عزیزہ تسنیم فردوس صاحبہ نے خاکسار کو بتایا ہے کہ قاضی صاحب بتایا کرتے تھے کہ بباعث ریلوے کی ملازمت کے انہوں نے محکمہ ریلوے سے خاص اجازت نامہ حاصل کیا تھا کہ جب بھی حضرت مصلح موعود کوئٹہ ریل کے ذریعہ پہنچیں تو وہ کار جس میں حضور اور حضور کے اہل بیت کو لے جانا مقصود تھا وہ ریلوے پلیٹ فارم پر عین اس جگہ پہنچا دی جاوے جہاں پر حضور نے اپنے ڈبہ سے اترنا ہوتا تھا تا کہ نہایت سہولت اور حفاظت سے ان کو لے جایا جا سکے اور اس کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دینے کے لئے محترم قاضی صاحب حضور کے تشریف لانے سے کئی دن پہلے ریلوے پلیٹ فارم پر اس گاڑی کے اس مخصوص ڈبہ کو دیکھتے رہتے تھے کہ وہ پلیٹ فارم پر کسی جگہ آ کر رکتا ہے تا کہ کار کو عین اس جگہ بغیر وقت ضائع کئے پہنچایا جا سکے۔

اس زمانہ میں محترم قاضی صاحب کے پاس جماعت احمدیہ کوئٹہ کا مال کا شعبہ تھا۔ حضور نے اپنے خطبات جمعہ فرمودہ 2 جولائی 1948ء، 16 جولائی 1948ء اور 23 جولائی 1948ء جو حضور نے پارک ہاؤس کوئٹہ میں دیئے محترم قاضی صاحب کے کام کی بہت تعریف فرمائی۔ حضور کے خطبہ جات سے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جولائی 1948ء میں حضور فرماتے ہیں:۔

''یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جہاں جماعت کے اور محکموں میں اچھی چستی پائی جاتی ہے وہاں چندہ میں بھی کافی سرگرمی دکھائی گئی ہے۔ خطبہ کے بعد (گزشتہ خطبہ جمعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ناقل) یہاں کی جماعت کے فنانشل سیکرٹری (قاضی شریف الدین احمد صاحب) مجھے ملے جو فنانشل سیکرٹری میں نے اب تک دیکھے ہیں ان میں سے وہ سب سے زیادہ ہوشیار اور زیادہ مستعد معلوم ہوئے اور میں نے دیکھا کہ وہ صحیح طور پر کام کرنے والے ہیں میں نے ان پر جرحیں بھی کیں اور بتایا کہ حسابات کو اس طرح بھی پرکھا جا سکتا ہے۔ شروع میں وہ رکے بعد میں اپنی کاپی نکال کر رکھ دی اور بتایا کہ میں نے حسابات کو اس طرح بھی پرکھا ہے۔ حسابات میں اگرچہ بہت سی خامیاں اب بھی ہیں مگر پھر بھی انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے اور نہ صرف محنت سے کام کیا ہے بلکہ عقل سے بھی کام کیا ہے۔ دنیا میں ہزارہا آدمی ایسے ہوتے ہیں جو محنت کرتے ہیں۔ لاکھوں ایسے ہوتے ہیں جو پوری کوشش اور جدوجہد کرتے ہیں مگر ان کی سب کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ ان کی محنت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کیونکہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ مگر ایک اور شخص آتا ہے وہ ایک نیا راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کے ذہن کو روشنی مل جاتی ہے اور وہ اس کام کو صحیح طور پر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں کے فنانشل سیکرٹری نے عقل سے کام لے کر کام کو مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر پھر بھی ترقی کی ابھی کافی گنجائش ہے۔ بعض احباب نے صحیح تشخیص اپنی آمد کی نہیں بتائی۔ بہرحال انہوں نے کوشش کی ہے۔ اگر وہ مزید کوشش کریں اور احباب جماعت ان کے ساتھ تعاون کریں تو یقیناً کوئٹہ کا یہ محکمہ اپنے رنگ میں باقی جماعت کے لئے مثال بن جائے گا۔ پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور فرماتے ہیں کہ:

دوست اپنی آمدنی صحیح بتایا کریں تا کہ حساب درست ہو۔

فرماتے ہیں کہ:

خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے وہ آپ کی آمدن کو جانتا ہے۔ چندہ کا بدلہ کسی انسان نے نہیں دینا۔ اس عالم الغیب خدا نے دینا ہے۔ انسان اس کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ فرماتے ہیں:۔

''چندہ کا بدلہ فنانشل سیکرٹری صاحب نے نہیں دینا بلکہ وہ تو اس کے ہزارویں حصہ کا بھی بدلہ نہیں دے سکتے۔ فنانشل سیکرٹری صاحب کی آمد زیادہ سے زیادہ دو تین سو ہو گی اور چندہ 30,20 ہزار ہے اور دس سال میں یہ چندہ لاکھوں تک جا پہنچتا ہے۔ بلکہ ناظر مال میں بھی یہ طاقت نہیں کہ وہ چندہ کا بدلہ ادا کر سکے۔ صدر انجمن احمدیہ بھی اس کا بدلہ ادا نہیں کر سکتی میں بھی اس کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا۔ غرض چندے کا بدلہ خدا نے دینا ہے''۔

پھر فرماتے ہیں:۔

''پس میں یہاں کی جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جماعت کے فنانشل سیکرٹری سے تعاون کریں اور انہیں صحیح آمدنیں بتائیں تا ان کا حساب ٹھیک ہو''۔

(روزنامہ الفضل 10 جولائی 1949ء)

پھر خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1948ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ میں فرماتے ہیں:۔

''میں جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کو جن کے کام سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حساب کریں کہ جماعت کے کتنے وعدے تھے اور کیا وہ ٹھیک تھے۔ غلط تو نہیں تھے۔ اگر غلط تھے تو وہ انہیں ٹھیک کروائیں اور اگر ٹھیک تھے تو وہ دیکھیں کہ کیا ان کی ادائیگی ہو چکی ہے اور اگر ادائیگی نہیں ہوئی تو وہ ادائیگی کروائیں اور دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ بنیں تا ان کا نمونہ دیکھ کر دوسری جماعتیں بھی نیکی کی طرف بڑھیں''۔

(روزنامہ الفضل 4؍اگست 1948ء)

پھر خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جولائی 1948ء بمقام پارک ہاؤس لٹن روڈ کوئٹہ میں فرماتے ہیں:۔

''اگرچہ یہاں کے چندوں کی حالت بعض دوسری جماعتوں کی نسبت اچھی ہے اور مجھے اس جماعت میں بعض دوسری جماعتوں کی نسبت اخلاص بھی اچھا نظر آیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی کمی ہے اور ترقی کی کافی گنجائش ہے''۔

(روزنامہ الفضل 13؍اگست 1948ء)

آخر میں خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ لوگ جو خود احمدی ہوئے اور انہوں نے دنیا کی مخالفت مول لی وہ لوگ ہمارے لئے نمونہ تھے وہ لوگ اپنے اقوال میں اپنے افعال میں تقویٰ کے بلند مقام پر فائز تھے۔

انہوں نے دنیا کو بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ صحیح معنوں میں ابدال کے زمرہ میں شامل تھے۔

اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم ان کی راہ پر چل کر دنیا میں ایک جنت نظیر معاشرہ قائم کریں تا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہو جائے۔ اے اللہ تو ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریر کرتے ہیں کہ مکرم محمود احمد باجوہ صاحب دارالعلوم غربی صادق ربوہ گزشتہ 20 سال وکالت وقف نو میں بطور رضا کار خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کو سانس کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل و عاجل شفاء عطا فرمائے۔

گمشدہ اسناد

مکرمہ نائمہ محسن صاحبہ دارالیمن غربی سعادت ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ میری تعلیمی اسناد بازار میں کہیں گر گئی ہیں جن صاحب کو ملیں ان فون نمبرز پر اطلاع دے دیں۔ شکریہ

0333-2489235/0300-2265366

(بقیہ از صفحہ 8 نماز جنازہ حاضر و غائب)

مکرم عبدالواحد صاحب

مکرم عبدالواحد صاحب آف رحیم یار خان مورخہ 20/اگست 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ نہایت مخلص، انتہائی خوش اخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق مثالی تھا۔ آپ کے گھر میں جماعت کا نماز سنٹر قائم تھا۔ خود بھی باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے اور حلقہ کے احباب کو بھی شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ پٹوار کے پیشے سے ریٹائر ہوئے تھے اس لئے جماعتی پراپرٹی کے سلسلے میں اکثر اپنی خدمات پیش کرتے تھے۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ غیر از جماعت احباب میں بھی اچھا اثر ورسوخ تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرمہ صادقہ جلیل صاحبہ

مکرمہ صادقہ جلیل صاحبہ اہلیہ مکرم جلیل احمد خان صاحب آف احمد نگر مورخہ 6/اگست 2001ء کو 54 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ نے مقامی اور ضلعی سطح پر نائب صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ گو پڑھی لکھی نہ تھیں لیکن بہت باشعور، حوصلہ مند، نیک، صالحہ، دعا گو، تہجد گزار، ملنسار، شریف النفس اور بے لوث خدمت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بہت لگاؤ تھا۔ اطاعت اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتی تھیں اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔

عزیزم معاذ احمد رازی صاحب

عزیزم معاذ احمد رازی صاحب ابن مکرم فرخ حمید رازی صاحب آف اسلام آباد مورخہ 7 ستمبر 2011ء کور اول ڈیم میں نہاتے ہوئے ڈوب کر 19 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے اپنے حلقہ میں ناظم صحت جسمانی اور نائب سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل احمدیہ بیت الذکر اسلام آباد میں سیکورٹی کی ڈیوٹی بھی سرانجام دیتے رہے۔ 2008ء میں مرکز میں منعقد ہونے والی تربیتی کلاس میں بہترین طالب علم کا اعزاز حاصل کیا۔

مکرم عبدالرشید بٹ صاحب

مکرم عبدالرشید بٹ صاحب فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ مورخہ 7 ستمبر 2011ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں اور پھر تقریباً 26 سال روزنامہ الفضل میں ملازمت کی۔ بہت نیک نمازوں کے پابند، شریف النفس اور سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص انسان تھے۔

مکرم مشہود احمد صاحب

مکرم مشہود احمد صاحب ابن مکرم غلام مصطفیٰ صادق صاحب آف دارالصدر غربی لطیف ربوہ مورخہ 6 مئی 2011ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ اپنے حلقہ میں سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل بطور نائب زعیم تربیت مجلس انصاراللہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

مکرم کریم بخش صاحب

مکرم کریم بخش صاحب المعروف بے وس کملا آف ڈیرہ غازی خان مورخہ 23 جولائی 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ جماعت کے حوالہ سے پنجابی اشعار کہتے تھے۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو لندن جلسہ پر بھی بلوایا تھا۔ 1992ء میں جب حالات خراب ہوئے تو ان پر بھی مقدمہ بنا جو تقریباً چار سال تک چلتا رہا۔

مکرم محمد افضل ملک صاحب

مکرم محمد افضل ملک صاحب آف سٹن مورخہ 26 ستمبر 2011ء کو بعارضہ کینسر وفات پا گئے۔ آپ کے والد حضرت نادر خان ملک صاحب حضرت مسیح موعود کے رفیق تھے۔ آپ کا تعلق جنرل اختر ملک صاحب اور جنرل عبدالعلی ملک صاحب کے خاندان سے ہے۔ آپ 1962ء میں یو۔کے آئے۔ نہایت نیک، ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی دونوں بیٹیاں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے شعبہ انگلش ڈاک میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

برطانوی سیاح مسٹر ڈکسن کی قادیان میں آمد:

حضرت اقدس مسیح موعود کا دستور مبارک تھا کہ اپنے خدام کے ساتھ صبح کی سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ دربار شام میں تو حضور اقدس شام کو بیت مبارک میں رونق افروز ہو کر اپنے مقدس کلمات سے نوازتے تھے اور صبح کی سیر کے دوران میں علم و معرفت کے پھول بکھیرتے۔ یہ بھی گویا ایک چلتا پھرتا دربار تھا جس میں یہ روحانی شہنشاہ تقریروں سے اپنے عشاق کی تشنگی بجھاتا اور ان کو ایک زندہ ایمان عطا فرماتا۔ 17 نومبر 1901ء کا واقعہ ہے کہ حضور اقدس حسب معمول سیر کے لئے گئے۔ راستہ میں حضرت میر ناصر نواب صاحب نے (ایک عزیز کے نام) اپنا ایک خط سنانا شروع کیا۔ خط کافی لمبا تھا جو حضور کے واپس گھر پہنچنے پر بھی ختم نہ ہوا تھا۔ لہٰذا حضور اقدس حضرت مولوی نورالدین صاحب کے مطب میں بیٹھ گئے۔

اسی اثناء میں ایک یورپین السلام علیکم کہتے ہوئے مطب میں آ پہنچے۔ حضرت اقدس کے ایماء پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب ترجمان مقرر ہوئے۔ حضرت اقدس نے ان کے آنے کا سبب دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ڈی۔ڈی ڈکسن نامی ایک فرنگی سیاح ہیں جو عرب۔ کربلا اور کشمیر کی سیاحت کرتے ہوئے یہاں صرف ایک دن کے قیام کا پروگرام لے کر آئے ہیں اور آئندہ مصر۔ الجیریا اور سوڈان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ان سے با اصرار کہا کہ جب آپ نظارہ عالم کے لئے گھر سے نکلے ہیں تو قادیان میں بھی ایک ہفتہ کے لئے ٹھہریئے مگر اصرار کے باوجود صرف ایک رات رہنے پر رضامند ہوئے۔ حضرت اقدس یہ ہدایت دے کر کہ شیخ مسیح اللہ خانساماں ان کے حسب منشاء کھانا تیار کریں اور ان کو گول کمرہ میں ٹھہرایا جائے اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ مولوی محمد علی صاحب اور بعض دوسرے احباب انہیں مدرسہ تعلیم الاسلام دکھانے لے گئے۔ سکول کی لائبریری میں ناطوچ روسی سیاح کی کتاب ”مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات“ ڈکسن نے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی جسے پورا کر دیا گیا۔ کتاب لئے وہ گول کمرہ میں آئے جہاں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب مناسب رنگ میں انہیں دعوت الی اللہ کرتے رہے۔ مسیح کی قبر کشمیر، عربی ام الالسنہ اور جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں خصوصاً گفتگو ہوتی رہی۔ عصر کی نماز کے بعد انہوں نے حضرت اقدس کے تین فوٹو لئے۔ دو فوٹو آپ کے خدام کے ساتھ اور ایک فوٹو صرف آپ کا الگ لیا۔ دوسرے دن صبح چونکہ ڈکسن صاحب نے بٹالہ کی طرف واپس جانا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود بھی ان کی مشایعت کے لئے بٹالہ کی طرف ہی سیر کو نکلے اور نہر کے پل تک تشریف لے گئے اور انہیں الوداع کہا۔ دوران سیر حضور نے ڈکسن صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ایک پر جوش تقریر فرمائی جس میں اپنے دعویٰ کی غرض و غایت بتائی کہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعل تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے۔ اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرے گا۔ فلاسفر آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے۔ مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں۔

مسٹر ڈکسن حضرت اقدس کے دینی خیالات، آپ کے حسن سلوک اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوئے اور بالخصوص یہ دیکھ کر تو وہ دنگ ہی رہ گئے کہ کس طرح آپ کی شخصیت نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جس میں دنیاوی اعتبار سے کوئی کشش موجود نہیں مشرقی و مغربی علوم کے ماہر جمع کر دیئے ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 195)

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئرڈ یکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ائیر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/اکتوبر 2011ء کو بمقام بیت الفضل لندن قبل نماز ظہر درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ بشریٰ اسلم مرزا صاحبہ

مکرمہ بشریٰ اسلم مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا اسلم بیگ صاحب مرحوم ۔ ہنسلو مورخہ 21/اکتوبر 2011ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ آپ نے ہنسلو میں لجنہ اماء اللہ کی جنرل سیکرٹری، سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے 35 سال خدمت کی توفیق پائی۔ لجنہ سیکشن مرکزیہ کی ممبر بھی رہیں۔ نیک، دعاگو اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا اور ہر تحریک پر ہمیشہ لبیک کہتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مرزا عبدالرشید صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ یوکے و صدر مجلس صحت کی ہمشیرہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب

مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ گلشن حدید کراچی مورخہ 8 ستمبر 2011ء کو حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ آپ 1956ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ 1962ء میں زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1974ء کو میدان عمل میں گئے۔ آپ نے بطور مربی سلسلہ تنزانیہ اور کچھ عرصہ نائب ناظم ارشاد وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل گلشن حدید کراچی میں بطور مربی سلسلہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ آپ سندھی، اردو، پنجابی اور سواحیلی زبانیں جانتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم فتح محمد صاحب بھٹی

مکرم فتح محمد بھٹی صاحب کارکن سوئی گیس دفتر جلسہ سالانہ ربوہ مورخہ 27 ستمبر 2011ء کو ہارٹ اٹیک سے 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کا تعلق وتہ خیل ضلع میانوالی سے تھا۔ گاؤں میں بعض نامساعد حالات کی بناء پر آپ اپنی والدہ اور چھوٹے بھائی کے ساتھ ربوہ منتقل ہو گئے اور ربوہ آکر جماعت کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر احمدیت قبول کی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کے خاندان اور علاقہ کے لوگوں نے ان کی شدید مخالفت کی۔ مقدمات بھی قائم کئے گئے اور تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ ان کی جان لینے کی بھی کوشش کی گئی۔ لیکن انہوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آخر دم تک جماعت اور خلافت کا دامن تھامے رکھا۔ آپ کو دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریباً 39 سال بطور مکینک خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، شریف النفس، ہمدرد، مہمان نواز اور جماعت کے کاموں میں پورے خلوص اور جذبہ سے حصہ لینے والے نیک فطرت اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ آپ کے پسماندگان میں اہلیہ یادگار ہیں۔

مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب اسلم

مکرم مولوی محمد اسماعیل اسلم صاحب واقف زندگی دارالعلوم غربی ربوہ مورخہ 13/اکتوبر 2011ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے قادیان سے مولوی فاضل کیا اور قیام پاکستان کے بعد حضرت مصلح موعود کے دور میں وہاں سے آنے والے قافلے کے ساتھ ربوہ آئے۔ آپ وقف جدید اور تحریک جدید کے دفاتر میں خدمات دینیہ بجالاتے رہے۔ لمبا عرصہ دارالیمن ربوہ میں اپنے محلّہ کے صدر رہے۔ اس کے علاوہ مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم کے ساتھ نائب صدر عمومی کے طور پر بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی نیک، وفا شعار اور خلافت کے ساتھ گہری محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل جماعت احمدیہ لاہور میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم لطف الرحمٰن فاروق صاحب

مکرم لطف الرحمٰن فاروق صاحب ابن مکرم میاں خوشی محمد صاحب مرحوم ڈرائیور لجنہ اماء اللہ پاکستان مورخہ 8/اکتوبر 2011ء کو پھیپھڑوں کے کینسر سے 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے تقریباً 25 سال سے زائد عرصہ لجنہ اماء اللہ میں بطور ڈرائیور ملازمت کی اور اس سال ستمبر میں ریٹائر ہوئے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عزیز الرحمٰن خالد صاحب نائب وکیل الاشاعت تحریک جدید کے چھوٹے بھائی تھے۔

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد حنیف باجوہ صاحب فیکٹری ایریا اسلام ربوہ مورخہ 23/اپریل 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ آپ نے اپنے محلّہ فیکٹری ایریا میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور سب کے دکھ سکھ بانٹنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ اپنے محلّہ کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرم محمد صدیق صاحب

مکرم محمد صدیق صاحب بستی صادق، صادق آباد قطب پور تحصیل دنیا پور ضلع لودھراں مورخہ 17 مئی 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ آپ نے سندھ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور قطب پور میں صدر جماعت، سیکرٹری مال اور نگران حلقہ انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے انتہائی مخلص انسان تھے۔

مکرم چوہدری محمد ضیاء الحق صاحب

مکرم چوہدری محمد ضیاء الحق صاحب آف امریکہ حال لاہور مورخہ 12 مئی 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ جماعت احمدیہ لاہور کے پرانے کارکن تھے۔ دارالذکر لاہور کی تعمیر اور امور عامہ کے شعبہ میں بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

مکرمہ مریم بیگم صاحبہ

مکرمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبداللہ بٹ صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ مورخہ 23 جون 2011ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ انتہائی بہادر اور احمدیت کیلئے غیرت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کو بھی ہمیشہ بہادری کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ 1989ء میں آپ کے چار بچوں کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی تو آپ نے نہایت صبر و ہمت کے ساتھ یہ وقت گزارا اور اس موقع پر آپ کا حوصلہ قابل رشک تھا۔ مالی قربانی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتی تھیں۔

(باقی صفحہ 7 پر)

ربوہ میں طلوع وغروب 17۔نومبر

طلوع فجر	5:10
طلوع آفتاب	6:36
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:10

قابل اعتماد مفید و مجرب ادویہ

زد جام عشق	1500/-	شباب آور موتی	700/-
زد جام عشق خاص	7000/-	معجون فلاسفہ	100/-
نواب شاہی	9000/-	حب ہمزاد	90/-
سونے چاندی گولیاں	900/-	تریاق مثانہ	300/-

کامیاب علاج۔ ہمدردانہ مشورہ
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434,6211434

پلاٹ برائے فروخت
ایک عدد خالی پلاٹ نمبر 22 محلہ نصیر آباد حلقہ غالب برائے فروخت، برقبہ 10 مرلہ بہترین لوکیشن نزد نیو جلسہ گاہ مناسب قیمت پر رابطہ ناصر احمد خان
03336474037,03036474037

احمدی بھائیوں کیلئے خصوصی رعایت
پاکستانی وامپورٹڈ شالیں۔ سکارف، جرسی، سویٹر، مفلر، رول، تولیہ، بنیان جراب کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔
عزیز شال ہاؤس کارنر جھنگ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد فون 041-2623495-2604424

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
047-6211524
0336-7060580
طالب دعا: تنویر احمد

FR-10